دیوبند کی چند تاریخی مسجدیں

از

(جناب سید محبوب صاحب رضوی)

"جنوری ۱۹۵۱ء کے "برہان" میں مولانا ظفیرالدین صاحب نے "تاریخ مساجد" سے جامع قرطبہ کے حالات پیش کرتے ہوئے اس خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ جن مساجد کا تذکرہ تاریخ کے اوراق میں موجود نہیں ہے ان کے حالات موصوف کے لئے بہم پہنچائے جائیں تاکہ ان کی زیر ترتیب "تاریخ مساجد" کی تدوین و تکمیل میں کام آسکیں اس سلسلہ میں دیوبند کی چند تاریخی مسجدوں کے حالات پیش کئے جاتے ہیں یہ حالات راقم السطور کی غیر مطبوعہ تصنیف تاریخ دیوبند سے ماخوذ ہیں۔ (سید محبوب رضوی)

دیوبند میں مسجدیں بڑی کثرت سے ہیں اور بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ عموماً سب آباد ہیں اور سب میں پنجگانہ نمازیں باجماعت ہوتی ہیں بڑی چھوٹی سب ملاکر تخمیناً سو سے زائد ہیں آبادی کے تناسب کے لحاظ سے بہت کم مقامات ایسے ہوں گے جو اس بارہ میں دیوبند پر فوقیت لے جاسکیں گے۔

چھ مسجدیں مختلف شاہان دہلی کے زمانوں کی تعمیر شدہ ہیں ان میں سے چند پر سنگی کتبے بھی موجود ہیں، چھ مسجدوں میں جمعہ کی نماز ہوتی ہے تاریخی حیثیت رکھنے والی مسجدیں حسب ذیل ہیں:-

مسجد چھتہ: یہ مسجد شہر کی مغربی جانب اور دارالعلوم کے جنوبی مشرقی گوشہ میں واقع ہے ۱۲۸۳ھ میں دارالعلوم دیوبند کا افتتاح اسی مسجد میں ہوا تھا یہ مسجد ہندوستان میں مسلمانوں کے ابتدائی طرز تعمیر کا نہایت سادہ مگر پرشکوہ نمونہ ہے یہ لکھوری اینٹ کی بغیر جوڑ و پلاسٹر کی عمارت ہے۔

دیوبند کی سرزمین میں یہ مسجد ابتداء سے مشائخ اور اکابر اہل اللہ کا مسکن اور قیام گاہ رہی ہے کہا جاتا ہے کہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسجد میں چلہ کشی کی ہے دیوبند کے مشہور بزرگ حضرت حاجی محمد عابد حسینؒ کا قیام بھی اسی مسجد میں رہتا تھا، دارالعلوم کے قیام کے

بعد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ جو دارالعلوم کے سب سے پہلے صدر مدرس تھے اسی مسجد میں قیام پذیر رہے ہیں۔

غرض کہ یہ مسجد دیوبند کے اکثر اہل اللہ کی جائے قیام اور سرچشمۂ فیوض رہ چکی ہے مسجد کے صحن میں انار کا وہ تاریخی درخت بھی اب تک موجود ہے جس کے سایہ میں دارالعلوم کا مبارک آغاز عمل میں آیا تھا،

مسجد قاضی | شیخ ابوالوفا عثمانی جن کا زمانہ آٹھویں صدی ہجری ہے وہ دیوبند کے شیوخِ عثمانی کے مورثِ اعلیٰ ہیں ان کے فرزند قاضی فضل اللہ ملقب بہ "شیر" نے یہ مسجد تعمیر کرائی تھی عمارت نہایت سادہ بڑی اینٹ کی تھی بوسیدہ ہو جانے پر سنہ ۱۳۱۰ھ میں دوبارہ تعمیر کرائی گئی افسوس ہے کہ اس موقع پر سنگی کتبہ گم ہو گیا اس لئے سن تعمیر کا پتہ نہیں چل سکا۔

حضرت سید احمد شہیدؒ جب دیوبند تشریف لائے تو اسی مسجد کے ایک دالان میں قیام فرمایا تھا

مسجد قلعہ | سکندر شاہ لودہی نے اپنے زمانۂ حکومت میں بکثرت سرائیں اور مسجدیں بنوائیں یہ بہت پابند شریعت اور علم دوست بادشاہ تھا ہندوؤں نے اولاً فارسی کی تعلیم اسی کے عہد حکومت سے شروع کی، دیوبند کی یہ مسجد اسی نیک دل بادشاہ کی یادگار ہے عام خیال یہ ہے کہ قلعۂ دیوبند کے ساتھ ہی اس کی تعمیر عمل میں آئی ہے مسجد کی صدر محراب میں باہر کی جانب سنگی کتبہ لگا ہوا ہے جس میں بخط نسخ حسب ذیل عبارت تحریر ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

"بنا شد ایں مسجد جامع در عہد سلطنت سلطان سکندر شاہ بن سلطان بہلول شاہ خلد اللہ ملکہ بحقیر مسمیٰ بکرم جہاں فیروز ملک محمد لطف اللہ خاں افغانان کی التحریر رجب المرجب من سنۃ عشر و تسعمائۃ"

۱۳۴۲ھ میں مسجد کے عقبی جانب، اور ۱۳۵۰ھ میں صحن کی جانب عمارت میں مزید اضافہ ہوا ہے جس سے مسجد پہلے سے زیادہ وسیع اور کشادہ ہو گئی ہے صحن میں حوض موخر الذکر تعمیر کے ساتھ بنا ہے، عقبی جانب کی عمارت میں اس کے زمانۂ تعمیر کا کتبہ بھی نصب ہے جس میں لکھا ہے کہ

"در جوہ بیشین جامع مسجد تعمیر سنہ ۷۱۲ھ معلوم می شود چنانکہ از کتبہ عربی پیشانی دروازہ کلاں ظاہر است،

---

[1] تعجب کی بات ہے کہ مسجد میں جو کتبہ نصب ہے اس کی تاریخ میں سخت اختلاف ہے، تاریخ سہارنپور کے مصنف نے (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

سپس در دیوار قبلہ سہ در مفتوح کردہ در سنہ ۱۳۴۲ھ ایں دو قبہ جدیدہ غربیہ کو وسعت چہار صف متصل دارد از چندہ عوام اہل اسلام حنفی المذہب صورت تعمیر یافت"

سنگ مرمر کا یہ کتبہ محراب کی بائیں جانب لگا ہوا ہے داہنی جانب بھی عبارت عربی میں کندہ ہے

آدینی مسجد | مسجد جھتہ، قلعہ اور اس مسجد کا نقشہ اور طرز تعمیر تقریباً ایک ہی قسم کا ہے یہ مسجد شیخ معزالاسلام صدیقی کی بنوائی ہوئی بتلائی جاتی ہے مسجد کے متصل ہی اُن کا مکان تھا جس میں ان کا مزار ہے، مسجد سے ملحق جگہ محلہ بڑے بھائیاں کے نام سے موسوم ہے،

آدینی کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس مسجد میں پہلے نماز جمعہ ہوتی تھی اور چونکہ جمعہ کو فارسی میں آدینہ کہتے ہیں اس لئے آدینی مسجد کے نام سے موسوم ہو گئی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بھی سنہ ۶۱۲ھ ہی لکھا ہے اور بعض دوسرے لوگ اس کو سنہ ۶۱۷ھ بتلاتے ہیں حالانکہ یہ دونوں صحیح نہیں ہیں یہاں یہ واضح رہنا ضروری ہے کہ کتبہ میں جس بادشاہ کے عہد سلطنت میں مسجد کا تعمیر ہونا ظاہر کیا گیا ہے وہ سکندر شاہ بہلول شاہ ہے اس کا زمانہ سلطنت سنہ ۸۹۴ھ سے سنہ ۹۲۳ھ تک ہے سنہ ۶۱۰ھ یا سنہ ۶۱۶ھ سکندر شاہ کا نہیں بلکہ شمس الدین التمش (سنہ ۶۰۷ھ - سنہ ۶۲۳ھ) کا عہد حکومت ہے کتبہ میں سکندر شاہ کے نام کی صراحت ہونے کے بعد لازمی ہے کہ اس کے زمانہ حکومت (سنہ ۸۹۴ھ - سنہ ۹۲۳ھ) میں یہ مسجد تعمیر ہوئی ہے!

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سن مذکور کے پڑھنے میں اس قدر غلطی کیوں کر ہوتی رہی؟ اصل یہ ہے کہ سن کے ابھرے ہوئے حروف امتداد زمانہ سے کسی قدر شکستہ ہو گئے ہیں اور یہی غلط فہمی کا سبب ہے! یہ کتبہ خط نسخ میں لکھا ہوا ہے پتھر کی سطح کو تراش کر حروف نمایاں کئے گئے ہیں خط بھی نہایت بھدا ہے بایں وجہ کتبہ کے حروف بمشکل پڑھے جاتے ہیں اس لئے جس نے سنہ ۶۱۶ھ پڑھا جیسا کہ ورجہ بیشیں اور تاریخ سہارنپور میں لکھا ہے، اُس نے "سنۃ" (سن) کو "سنہ ۶۰۰ھ" سمجھ لیا، "تسعمائۃ" میں جو تسع اور مائۃ" کو ملا کر لکھا ہوا ہے "ت" کا شوشہ نمایاں نہیں ہے، اس نے "تسعمائۃ" کی "ع" کی علامت کو "ستمائۃ" کی ت کا شوشہ تصور کر کے "ستہ عشر و ستمائۃ" سمجھ لیا گیا ——
اور جن لوگوں نے اس کو سنہ ۶۱۰ھ پڑھا ہے وہ ستہ کی غلطی سے تو محفوظ رہے مگر "تسعمائۃ" میں ان کو بھی وہی غلط فہمی ہوئی جو سنہ ۶۱۶ھ کے پڑھنے والوں کو پیش آئی۔

"سید محبوب رضوی"

۱۳۶۵ھ میں مسجد کی مشرقی جانب تعمیر میں مزید اضافہ ہوا ہے، تعمیر جدید کا جو کتبہ لگایا گیا ہے اس میں تحریر ہے کہ

" یہ قدیم جامع عرف مسجد آدینی ابتداء آبادی قصبہ دیوبند سے قائم ہے ۔ ۱۳۶۵ھ میں تعمیر میں مزید اضافہ ہوا"

اس عبارت کے متعلق یہ بات قابل لحاظ ہے کہ دیوبند ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے پہلے سے آباد ہے لہذا ابتداء آبادی کے وقت مسجد کے تعمیر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ مسجد اسی وقت تعمیر ہوئی ہوگی جب مسلمانوں نے یہاں اقامت اختیار کی ہوگی اور یہ زمانہ ساتویں صدی ہجری یا اس کے بعد کا ہو سکتا ہے خود مسجد کے طرز تعمیر سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے ۔

مسجد خانقاہ | یہ مسجد اکبر کے اوائل عہد حکومت کی یادگار ہے، جس محلہ میں یہ مسجد واقع ہے وہ شہر سے باہر شمال کی جانب واقع ہے اور خانقاہ کے نام سے موسوم ہے مسجد میں سنگ سرخ کا کتبہ لگا ہوا ہے، کتبہ کی پیمائش ۹ × ۱۵ انچ ہے، عبارت کا رسم الخط شاہان افغان کے رسم الخط سے ملتا جلتا ہے اس پر حسب ذیل عبارت کندہ ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

" بنا شد این مسجد در عہد سلطان السلاطین نورحدقہ شہریاری مہر سپہر سلطنت دکامگاری شاہنشاہ عادل ابوالمظفر محمد جلال الدین اکبر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بسعی اہتمام فقیر حقیر مرزا بیگ ابن خواجہ علی محب بخشی ۔ شہر صفر سنہ نہصد و شصت و پنج از ہجرت "

اس کتبہ میں اکثر باتیں تاریخی اعتبار سے اہمیت رکھتی ہیں اس کی تاریخ ۹۶۵ھ ہے جو اکبر کے سن جلوس کا تیسرا سال ہے غالباً ہندوستان بھر میں عہد اکبری کا یہ کتبہ بقول مولوی عبداللہ صاحب چغتائی ان تمام موجودہ کتبات پر جو اب تک معلوم ہوئے ہیں سبقت رکھتا ہے کیونکہ امکاناً اکبر کے عہد کا کوئی قریب ترین کتبہ اگر ہو سکتا تھا تو اس کے پایہ تخت آگرہ اور فتح پور سیکری میں پایا جاتا، مگر ان مقامات پر کوئی کتبہ اب تک ایسا دستیاب نہیں ہوا جو اس کتبہ پر تقدم رکھتا ہو اس کتبہ میں اکبر کی کنیت ابوالمظفر کندہ ہے حالانکہ دوسرے کتبات پر جو بعد کے ہیں ابوالفتح تحریر ہے اکبر کی ترک

کردہ کنیت ابوالمظفر کسی دوسرے کتبہ پر اب تک نہیں پائی گئی۔

کتبہ پر مغلوں کے دور کے رسم الخط سے جو اکبر کے زمانہ میں رواج پذیر ہوا پہلے کا یعنی شاہان افغان کے زمانہ کا رسم الخط تحریر ہے،

راقم السطور کے نزدیک ایک یہ بات بھی اس مسجد کو اکبر کے عہد کی دوسری مسجدوں سے ممتاز کرتی ہے کہ یہ مسجد ویران نہیں ہے میں نے اکبر کی بنوائی ہوئی اب تک جس قدر مسجدیں دیکھی ہیں ان کو عموماً ویران ہی پایا ہے۔

اس مسجد کا گنبد ایسا ہی حسین اور خوبصورت ہے جیسا کہ شاہجہانی مسجدوں کے گنبد بنائے جاتے ہیں۔

مسجد سرائے پیرزادگان | یہ مسجد بھی قدیم التعمیر اور شہنشاہ جہانگیر کے عہد کی یادگار ہے، الحاج سید محمد ابراہیم قدس اللہ سرہ کی خانقاہ کے ساتھ شاہی مصارف سے اس کی تعمیر عمل میں آئی تھی۔ بارھویں صدی ہجری میں سکھوں کی لوٹ مار اور آتشزدگی سے مسجد کو سخت نقصان پہنچا تھا، سادات کے مشہور بزرگ حاجی محمد انور صاحب نے قدیم بنیاد پر مسجد کو از سر نو تعمیر کرایا اب مسجد میں جو کتبہ نصب ہے وہ دوسری تعمیر کا ہے جو سنہ ۱۲۸۵ھ میں ہوئی ہے۔

مسجد عالمگیری | عہد عالمگیری کی یہ مسجد شہر کی مغربی جانب محلہ ابو المعالی میں واقع ہے یہ مسجد سنہ ۱۰۷۸ھ میں شیخ عبدالرحمن بن شیخ جیندا عثمانی کے اہتمام سے تعمیر ہوئی تھی صدر دروازہ میں حسب ذیل عبارت کا کتبہ نصب ہے مسجد وسیع اور کشادہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

"بنیاد شد این مسجد در عہد سلطنت شاہنشاہ عادل سلطان السلاطین ابو المظفر محی الدین اورنگزیب عالمگیر خلد اللہ ملکہ بسعی خان زماں جہانگیر علی خاں بہ اہتمام شیخ عبدالرحمن بن شیخ جیندا عثمانی شہر رمضان سنہ ثمان وسبعین بعد الالف ہجری للنبوۃ"

جامع مسجد | اس جامع مسجد کی بنیاد حضرت حاجی سید محمد عابد صاحبؒ نے سنہ ۱۲۸۱ھ میں رکھی تھی، جلد

سال کے عرصہ میں بن کر مکمل ہوئی، اسی زمانہ میں دار العلوم دیوبند کا قیام بھی عمل میں آیا تھا، یہ مسجد نہایت وسیع کشادہ اور عظیم الشان ہے، اس کے سر بفلک مناروں پر چڑھ کر شہر اور مضافات شہر کا منظر نہایت کیف آور معلوم ہوتا ہے، حد نگاہ تک آم کے باغات کا خوش نما سلسلہ نظر آتا ہے،

مسجد کی صدر محراب پر سنگ مرمر کے ٹکڑے پر حسب ذیل عبارت کندہ ہے۔

مہتمم تعمیر صافی ضمیر حاجی محمد عابد سلمہ ربہ ساعی این مسجد فقیر عبد الخالق دیوبندی عفی عنہ

صدیق باصفا عمر عادل امور عثمان باحیا علی قاتل شرور

خواہی اگر زسال بنا مسجد عظیم یابی مراد خود بحساب جمل عفوز

۱۲۸۶

حاجی صاحب نے مؤسس و مہتمم تعمیر کی حیثیت سے مسجد کے شمالی دروازہ پر مسجد کے انتظام کے متعلق ایک دستور العمل سنگ سرخ پر کندہ کرا کر نصب کرا دیا ہے۔

مسجد کے زمانہ تعمیر کے ایک اشتہار میں تعمیر مسجد کی تحریک کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت حاجی محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ اس مقام پر جہاں اب جامع مسجد واقع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ کے سامنے ایک طشت رکھا ہوا ہے جس میں دودھ بھرا ہوا ہے، داہنی جانب ایک شخص ہے جو روپیہ لا لا کر آنحضرت صلعم کے سامنے انبار لگا رہا ہے آپ نے حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا کہ "یہاں مسجد بنانا شروع کر دو" اس زمانہ میں اس مقام پر لوگوں کے مکانات تھے۔

اسی زمانہ میں مشہور واعظ مولانا عبد الرب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبند میں تشریف لائے اور اپنے مواعظ میں جامع مسجد بنانے کی تحریک کی، اہل شہر پر مولانا کے مواعظ کا بہت اثر ہوا، مگر جب تعمیر کا تخمینہ لگایا گیا تو کم و بیش ایک لاکھ روپے کا ہوا، اتنی بڑی رقم کا فراہم ہونا آسان نہ تھا لوگ متحیر تھے، آخر ایک جگہ متعین کر کے سب لوگ رات کو جمع ہوتے اور بارگاہ رب العزت میں دعا کی، لوگوں میں تعمیر مسجد کا ایسا جذبہ پیدا ہو گیا کہ انھوں نے روپے کے علاوہ زیور کپڑے برتن لکڑی، اینٹ اور چونا غرض کہ جو جس سے بن پڑا اس نے لا کر رکھ دیا، حاجی صاحب مہتمم تعمیر

کردہ کنیت ابوالمظفر کسی دوسرے کتبہ پر اب تک نہیں پائی گئی۔

کتبہ پر مغلوں کے دور کے رسم الخط سے جو اکبر کے زمانہ میں رواج پذیر ہوا پہلے کا یعنی شاہان افغان کے زمانہ کا رسم الخط تحریر ہے،

راقم السطور کے نزدیک ایک یہ بات بھی اس مسجد کو اکبر کے عہد کی دوسری مسجدوں سے ممتاز کرتی ہے کہ یہ مسجد ویران نہیں ہے میں نے اکبر کی بنوائی ہوئی اب تک جس قدر مسجدیں دیکھی ہیں ان کو عموماً ویران ہی پایا ہے۔

اس مسجد کا گنبد ایسا ہی حسین اور خوبصورت ہے جیسا کہ شاہجہانی مسجدوں کے گنبد پائے جاتے ہیں۔

مسجد سرائے پیرزادگان | یہ مسجد بھی قدیم التعمیر اور شہنشاہ جہانگیر کے عہد کی یادگار ہے، الحاج سید محمد ابراہیم قدس اللہ سرہ کی خانقاہ کے ساتھ شاہی مصارف سے اس کی تعمیر عمل میں آئی تھی۔ بارھویں صدی ہجری میں سکھوں کی لوٹ مار اور آتش زدگی سے مسجد کو سخت نقصان پہنچا تھا، سادات کے مشہور بزرگ حاجی محمد انور صاحب نے قدیم بنیاد پر مسجد کو از سر نو تعمیر کرایا اب مسجد میں جو کتبہ نصب ہے وہ دوسری تعمیر کا ہے جو سنہ ۱۲۸۵ھ میں ہوئی ہے۔

مسجد عالمگیری | عہد عالمگیری کی یہ مسجد شہر کی مغربی جانب محلہ ابوالمعالی میں واقع ہے یہ مسجد سنہ ۱۰۷۸ھ میں شیخ عبدالرحمن بن شیخ جیندا عثمانی کے اہتمام سے تعمیر ہوئی تھی، صدر دروازہ میں حسب ذیل عبارت کا کتبہ نصب ہے مسجد وسیع اور کشادہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

"بنا شد این مسجد در عہد سلطنت شاہنشاہ عادل سلطان السلاطین ابوالمظفر محی الدین اورنگزیب عالمگیر خلد اللہ ملکہ بسعی خان زماں جہانگیر علی خاں باہتمام شیخ عبدالرحمن بن شیخ جیندا عثمانی شہر رمضان سنہ ثمان وسبعین بعد الالف ہجری للنبوۃ"

جامع مسجد | اس جامع مسجد کی بنیاد حضرت حاجی سید محمد عابد صاحبؒ نے سنہ ۱۲۸۴ھ میں رکھی تھی، جلد